صبر اور شکر

گوہر رفیع شاذ

سوداگر پٹی روڈ، کشن گنج۔855108

پیارے بچو! صبر اور شکر ایک ایسی انمول شے ہے کہ یہ جس انسان کی فطرت کے اندر پائی جاتی ہے اس کا شمار خدا کے پیارے اور برگزیدہ بندوں میں ہوتا ہے، لیکن ایسے عظیم بندے بہت ہی کم ملتے ہیں۔ زیادہ تر انسان اتنا بڑا ناشکرا ہوتا ہے کہ ذرا سی تکلیف میں اندر سے کراہ اُٹھتا ہے اور سیکڑوں گلے شکوے کرتے اسے ذرا سی بھی دیر نہیں لگتی۔ جب کہ ہزاروں اور لاکھوں نعمتیں اس کے سامنے پڑی ہوئی ہیں، مگر نہ تو ان پر کبھی کوئی خاص توجہ دیتا ہے اور نہ ہی ان کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ حمد وثنا کرنے کی بات تو بہت دور کی ہے۔

حالانکہ وہ اپنے بدن کے ایک ایک عضو کا زندگی بھر بھی شکر ادا کرے تب بھی ان کا صحیح حق ادا نہیں ہوگا۔ کیونکہ جسم کا اگر ایک حصّہ بھی خراب ہو جائے تو دنیا کی کوئی بھی طاقت اسے ہو بہو نہیں بنا سکتی۔ البتہ مصنوعی عضو یا کسی دوسرے انسان کا وہی عضو نکال کر آج کے دور میں ضرور لگایا جا سکتا ہے۔ یہ دورِ جدید کے سائنس کا کمال ہے اور انسان جو کچھ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے اس سے بہت زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج سائنسی ایجادات کی تعریف کرتے ہوئے لوگ قدم قدم پر نظر آتے ہیں مگر قدرت کی کارفرمائی کو اکثر بھول جاتے ہیں۔ اگر ان پر خاص توجہ دیں تو فخر سے اپنے معبودِ حقیقی کے سامنے سجدہ ریز ہو کر خوب حمد وثنا کرنے لگیں۔ جیسا کہ قادرِ مطلق ہے اور یہی بندگی کی سب سے بڑی معراج بھی ہے۔

غالباً یہی وجہ ہے کہ ایک باکمال انسان ہر حالت میں صبر کرتا ہے۔ کبھی اپنی زبان پر رضیہ تک نہیں لاتا اور جب صبر کے ساتھ شکر خدا کی آمیزش ہو جاتی ہے تو ایسے انسانوں کی بندگی اپنی معراجِ کمال تک پہنچ جاتی ہے۔ حتیٰ کہ فرشتوں کے درمیان عرش پر شب و روز اس کے چرچے بھی ہونے لگتے ہیں۔

ایک ایسا ہی صبر وشکر کا پیکر خدا کا پیارا بندہ اس جہاں کا تھا جس کی آزمائش کے چرچے عرشِ اعظم پر تھے۔ کیونکہ ابلیس لعین کی ہر چال کو اپنی بندگی سے انھوں نے ناکام بنا دیا تھا۔ مردود ان کے سامنے سے آتے جاتے ہمیشہ یہی کہا کرتا تھا کہ خدا نے تجھے تخت وتاج کے ساتھ ساتھ ہر طرح کے عیش وآرام سے

نوازہ ہے، اس لیے تو دن و رات اس کی حمد و ثنا کرتا ہے۔ اگر زمانے کی مصیبتیں جھیلتا تو منٹوں میں اس کی ایسی بندگی بھلا بیٹھتا۔ اس پر خدا کے اس نیک بند کے دل نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ میرا سب کچھ لے لے گا تب بھی میں ہر حالت میں صبر کروں گا اور خندہ پیشانی کے ساتھ اس کا شکر یہ ادا کرتے ہوئے ہمیشہ ایسی ہی اطاعت کرتا رہوں گا۔

قادر مطلق نے اپنے اس نیک بندے کے اس ایمان کامل کو قیامت تک روزِ روشن کی طرح حیات جاویداں بخشنے کے لیے اپنی آزمائش میں مبتلا کیا اور ابلیس مردود ان کے صبر و شکر کو اپنی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا رہا۔ آزمائش کا آغاز ہوتے ہی ایک جگہ سے خبر آئی کہ بادشاہ سلامت کے تمام لشکر ایک میدان میں دھنس گئے۔ انھوں نے کہا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے اور اسی طرح عبادت میں مشغول رہے۔ جیسے کہ پہلے کیا کرتے تھے۔ پھر دوسری جگہ سے خبر آئی کہ آپ کے سبھی بچے مدرسے کی چھت کے نیچے دب کر خدا کو پیارے ہوگئے۔ اس خبر پر بھی انھوں نے اسی طرح خدا کا شکر ادا کیا اور اطاعت میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ چالیس ہزار بھیڑ، بکری، ہاتھی، گھوڑے، اونٹ، گائے، بیل اور دوسرے مویشی مر گئے، مگر ایمان میں ذرّہ برابر بھی فرق نہیں پڑا۔ چار بیگموں میں سے تین اپنے میکہ چلی گئیں۔ صرف ایک ہی اس امتحان کی گھڑی میں ان کے پاس رہ کر ہر حالت میں ان کی خدمت کرتی رہیں اور وہ ہر حالت میں صبر کے ساتھ ساتھ شکرِ خدا ادا کرتے رہے۔ حتیٰ کہ پورے بدن میں پھپھولے پڑ گئے۔ پھر بعد میں ان میں کیڑے بھی پیدا ہو گئے۔ جس کی وجہ سے باہر میدان میں ایک جھونپڑی بنا کر آبادی سے لے جا کر انھیں الگ بٹھا دیا گیا۔ مگر زبان پر کبھی بھی ناشکری نہیں آتی اور دُکھ درد کی ساتھی ان کی بیگم نے بھی کبھی ان کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ مجبوری کا یہ عالم تھا کہ وہ دوسرے کے گھروں میں کام کر کے جو کچھ بھی کھانے کے لیے لاتیں پہلے اپنے شوہر کو کھلاتیں۔ اس کے بعد ہی خود کھاتیں۔ اس طرح اٹھارہ سال کا عرصہ گزر گیا، مگر ان کی زبان پر کبھی گلے شکوے نہیں آئے۔

کمالِ صبر تو یہ تھا کہ جب کبھی زخم سے کیڑے نیچے گر جاتے تھے تو وہ دوبارہ اُٹھا کر انھیں اسی جگہ پر رکھ دیتے تھے اور جب وہ کاٹتے تھے تو درد سے کراہ اُٹھتے تھے۔ ان کی ایسی تکلیف دیکھ کر عرشِ الٰہی سے ندا آتی تھی کہ اے میرے محبوب بندے! تو کیوں کیڑوں کو اُٹھا کر اپنے زخم کے اندر رکھتا ہے اور جب وہ کاٹتے ہیں تو درد سے کراہ اُٹھتا ہے؟

پیکر صبر و شکر اپنے مولیٰ سے یہی کہا کرتے تھے کہ خدایا تو نے ان کی خوراک میرے جسم کے اندر ہی پیدا کی ہے۔ پھر بھلا میں انھیں دور جانے کیسے دوں؟ اس پر عرش کے فرشتے بھی ان پر رشک

کرتے اور شیطان مردود اپنا منھ کالا کرکے اِدھر اُدھر بھاگتے ہوئے نظر آتا۔ اس طرح جب ابلیس لعین اپنے شیطانی مقصد میں ناکام ہوگیا اور آزمائش کی گھڑی پوری ہوگئی تو ربِّ جلیل کی طرف سے حکم ہوا کہ اے میرے پیارے بندے! نیچے زمین پر اپنا پیر مار۔ پیکرِ صبر وشکر نے خدا کا حکم بجا لایا۔ وہاں سے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا۔ پھر حکم ہوا کہ اس میں غسل کر۔ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے اندر غسل کرتے ہی ان کا پورا جسمِ مبارک نہ صرف تندرست ہوا۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہوگیا۔ ربِ قدیر نے اپنی قدرتِ کاملہ سے انھیں اس قدر حسین وجمیل اور جوان بنا دیا کہ انھیں پہچاننا بھی مشکل ہوگیا۔

جب ان کی اہلیہ محترمہ کام کرکے آئیں اور اس جھونپڑی میں اپنے سرتاج کو نہیں پائیں تو وہ زار و قطار رونے لگیں۔ پھر روتے روتے اِدھر اُدھر گھوم گھوم کر لوگوں سے ان کے متعلق دریافت کرتی رہیں، مگر کوئی بھی ان کا ٹھکانہ نہ بتا سکا۔ گھومتے گھومتے جب وہ سڑک کے کنارے ایک اونچی جگہ پر بیٹھے اس شخص سے پوچھیں جو دوسری طرف منھ کرکے بیٹھے تھے تو وہ اپنا چہرا گھما کر ان کی طرف دیکھ کر مسکرا دیے، پھر کیا تھا۔ وہ ان سے لپٹ کر غم اور خوشی کے ملے جلے جذبات کے ساتھ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑیں اور پھر شکرِ خدا بھی بجالائیں۔

پیارے بچو! کیا آپ جانتے ہیں کہ خدا کے اس پیکرِ صبر وشکر کا نام کیا تھا؟ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب پیغمبر حضرت ایوب علیہ السلام تھے اور ان کے ساتھ ان کے دُکھ درد کی ساتھی بیگم حضرت رحیمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ جو اس مصیبت کی گھڑی میں اٹھارہ سال ان کے ساتھ رہیں، مگر حضرت ایوب علیہ السلام کی طرح ان کے قدم بھی ان اٹھارہ سالوں میں ایک بار بھی نہیں ڈگمگائے۔ اس لیے خدا کے ایسے برگزیدہ بندوں سے ہر انسان کو سبق حاصل کرنا چاہیے۔ حالانکہ ہر انسان خدا کے ان محبوب بندوں کی طرح تو نہیں ہوسکتا، لیکن صبر وشکر کی فطرت کو ضرور مارتی ہے، جو ہمیشہ شیطان مردود کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتا ہے۔ اس لیے ہر انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے اندر کے نفسِ امارہ کو مارنے کی کوشش ضرور کرے۔ اگر اتنا بھی نہ ہوسکے تو کم از کم اسے کمزور کرنے کی سعی ہی کرے۔ تاکہ دل زندہ ہو۔ کیونکہ ایک زندہ دل کے اندر ہی اچھے اخلاق اور اچھے کردار پیدا ہوتے ہیں۔ جو حق اور انصاف کی باتیں کہیں بھی کرتے ہیں۔ اگر ایسا ماحول ہمارے پورے ملک میں پیدا ہوجائے تو پھر کہیں بھی کسی بھیڑ کے ہاتھوں جنید جیسا کوئی معصوم لڑکا نہیں مارا جائے گا اور نہ ہی کوئی جم غفیر کسی بے گناہ انسان کو اپنے جرم کا شکار بنا سکے گا۔

○○